اشاعت نمبر ۵ بار دوم

۳۱/۸

سیرت و اخلاق

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

# امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

## کی طیب زندگی کا ایک سبق

نوٹ:۔ اس رسالہ کو اوّل سے لے کر اخیر تک تعصب سے الگ ہو کر پڑھا جائے۔ بس یہی اس کی قیمت ہے

منجانب

جماعت المسلمین چوہٹہ مفتی باقر لاہور

AsliAhleSunnet.com

53662
23 OCT 2001
Central Library
NAZIRIA COLLECTION
Jamia Hamdard

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(از قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

سلسلہ نسب احمد بن محمد بن حنبل نام۔ ابو عبد اللہ کنیت۔ سلسلہ نسب اس طرح پر ہے۔ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبد اللہ بن حیّان بن عبد اللہ۔ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عطایہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان الشیبانی المروزی رحمۃ اللہ علیہ۔

بہ شکم مادر میں تھے۔ جب ان کی والدہ مرو سے بغداد پہنچیں۔ بغداد ہی میں بماہ ربیع الاول ۱۶۴ھ کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو جمعہ کے دن دوپہر کے وقت بغداد میں ہی انتقال فرمایا۔

ان کا شمار اصحاب اور خواص شافعیؒ میں ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ جب بغداد سے مصر کو روانہ ہونے لگے۔ تو فرمایا کہ بغداد میں احمد بن حنبلؒ سے بڑھ کر تقویٰ اور فقہ میں کوئی نہیں۔ علم دین کے لئے مکہ، مدینہ، شام و یمن کوفہ و بصرہ اور جزیرہ کا سفر کیا۔ اور علم حدیث کا ذخیرہ کامل جمع فرمایا حتیٰ کہ ایک لاکھ حدیث نوک زبان تھی۔

AsliAhleSunnet.com

**مشہور اساتذہ**۔ (۱) امام سفیان بن عیینہ (۲) ابراہیم بن سعد (۳) یحییٰ القطان (۴) ہشیم (۵) وکیع (۶) ابن مہدی (۷) ابن علیہ (۸) عبدالرزاق بن ہمام

**مشہور تلامذہ**۔ (۱) عبدالرزاق بن ہمام جو استاد بھی ہیں۔ (۲) ابن مہدی یہ بھی استاد ہیں۔ (۳) یحییٰ بن آدم (۴) ابوالولید (۵) یزید بن ہارون (۶) علی بن المدینی (۷) امام بخاری (۸) امام مسلم (۹) امام ابوداؤد (۱۰) امام ذہلی (۱۱) ابوزرعہ رازی (۱۲) ابوزرعہ دمشقی (۱۳) ابراہیم الحربی (۱۴) ابوبکر احمد بن محمد بن ہانی الطائی (۱۵) امام بغوی (۱۶) ابن ابی الدنیا (۱۷) محمد بن اسحاق الصاغانی (۱۸) ابو حاتم الرازی (۱۹) احمد بن ابی الحواری (۲۰) موسیٰ بن ہارون (۲۱) حنبل بن اسحاق (۲۲) عثمان بن سعید الدارمی وغیرہ کہ ہر ایک انہیں امام ہے۔

**فضائل ومناقب**۔ ابراہیم الحربی کا قول ہے کہ میں نے تین بزرگ ایسے دیکھے ہیں۔ کہ اُن کی مثل کا دیکھنا دشوار ہے۔ (۱) ابو عبید القاسم میں سمجھتا تھا۔ کہ وہ ذی روح پہاڑ ہیں۔ (۲) بشر بن الحارث میں سمجھتا تھا کہ سر سے لے کر پاؤں تک، وہ عقل ہی عقل ہیں۔ (۳) امام احمد بن حنبل۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے علم الاولین کو جملہ انواع کے اختیار سے اُن کے اندر جمع فرمایا ہے۔

ابو مسہر کا قول ہے مجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے دین الٰہی کو اس نوجوان مشرقی احمد بن حنبل کے سوا اور کسی شخص کی ذات میں آج جمع کر دیا علی بن المدینی امام احمد کا نام لیتے تو سیدی کہ کر یاد کیا کرتے تھے۔

AsliAhleSunnet.com

ھشیمؒ بن جمیلؒ کہتے ہیں۔ مجھے منظور ہے کہ میری عمر گھٹا دی جائے۔ اور اتنی ہی احمدؒ بن حنبل کی عمر بڑھا دی جائے۔

ابو زرعہ کہتے ہیں۔ کہ امام احمدؒ بن حنبل کے پاس حدیث کا تحریری ذخیرہ اتنا تھا کہ بارہ ۱۲ شخص اُن کتابوں کو اٹھا سکتے تھے۔ اور امام صاحب کو یہ سب حفظ یاد تھیں۔

ابو حاتمؒ سے امام احمدؒ بن حنبل اور علیؒ بن المدینی کے متعلق سوال کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حفظ میں تو دونوں برابر تھے۔ مگر احمد تفقہ میں بڑھے ہوئے تھے۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ احمدؒ حنبلؒ اور سلیمانؒ بن داؤد ہاشمی سے بڑھ کر ہم نے کوئی صاحب عقل و دانش نہیں دیکھا۔

صالحؒ بن احمدؒ حنبل کا بیان ہے۔ کہ میرے والد فرماتے تھے۔ کہ میں نے پانچ حج کئے۔ ان میں سے تین پا پیادہ کئے تھے۔

میمونی کہتے ہیں کہ احمدؒ بن حنبل جیسی اچھی نماز پڑھنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ جسے امام احمدؒ سے محبت ہے۔ وہ ضرور اہل السنت والجماعت ہے۔

ابو زرعہؒ فرماتے ہیں کہ زہد و تقوی اور علم و عمل میں امام احمدؒ بن حنبل کا کوئی مقابل نہ تھا۔

ابو داؤدؒ سجستانی کا قول ہے کہ میں نے دو سو مشائخ حدیث کو دیکھا

AsliAhleSunnet.com

اور ان سب سے ملا۔ مگر امام احمدؒ بن حنبل کے مانند کسی کو نہ پایا۔

**ابتلا و ثبات۔** خلق قرآن کا مسئلہ انہی کے عہد میں نکلا سلطنت بغداد اس مسئلہ کی ترویج و اشاعت کی حامی تھی۔ امام احمدؒ بن حنبل نے اس کا سخت انکار کیا۔ اور اس انکار کی وجہ سے اُن کو سخت ترین مصائب برداشت کرنے پڑے۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں۔ اور اسی حالت میں دو سو میل سے زیادہ پیادہ پا سفر کرایا گیا۔ تازیانہ لگائے گئے ذلت و رسوائی کے سب طریقے ختم کئے گئے۔ لیکن امام ہمام نے ایسے صبر و استقامت کے نمونے دکھلائے کہ ظالم ظلم کرتے کرتے تھک گئے۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۲۰ھ کا ہے۔

اس زمانہ میں بشر حافیؒ بڑے زاہد و عابد تھے۔ اُن سے کہا گیا۔ کہ آپ امام احمدؒ کی سفارش میں لب کشائی کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ خود کو ان مصائب کا متحمل نہیں پا سکتا۔ احمدؒ کا صبر تو انبیاء کا سا ہے۔

**زہد و ورع۔** آپ جہاں علوم فقہ و حدیث میں مقتدا و پیشوا تھے۔ وہاں زہد و عبادت اور اتقا کے طریقہ اور اس کے طرز روش میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ نے استغنا اور توکل میں ایسی ایسی ثابت قدمی دکھائی ہے۔ کہ اس کی مثال بہت ہی کم ملے گی۔

محمدؒ بن موسیٰ کہتے ہیں کہ حسنؒ بن عبدالعزیز کو ترکہ میں ایک لاکھ دینار ملے جو مصر سے بغداد لائے گئے۔ اور ان میں سے دہ ہزار ہزار روپیہ کی تین تھیلیاں امام احمدؒ بن حنبل کے لئے لائے۔ اور عرض کیا کہ حضرت یہ مجھکو

AsliAhleSunnet.com

وجہ حلال سے ترکہ میں ملی ہیں۔ آپ اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کیلئے قبول فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو ان کی ضرورت نہیں۔ میرا مالک مجھے رزق دے رہا ہے۔ جاؤ تم انہیں اپنے کام میں لاؤ۔

یہ زہد و تقوی کی وہ مثال ہے۔ جو شاید ہی اور کہیں مل سکے۔ آپ نے ستر برس کی عمر میں کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔ بلکہ اگر کسی نے آپ کی حالت کو دیکھ کر خود بخود کچھ پیش کیا اسے بھی قبول نہ فرمایا۔ اور صبر و توکل ہی میں اپنا سارا وقت بسر کر دیا۔

**تصنیفات**۔ سب سے زیادہ مشہور تصنیف مسند احمدؒ ہے جو معرفت احادیث میں معیار تسلیم کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں کتاب الزہد کتاب ناسخ منسوخ منسک کبیر اور منسک صغیر کتاب الاشربہ اور تاریخ فضائل صحابہ وغیرہ کئی کتابیں ہیں۔ جو آپ نے قلمبند فرمائیں۔ ایک ایک کتاب کئی کئی جلدوں میں تھی۔ چنانچہ جامع کبیر اکیلی ہی تنیس ستیس جلدوں میں تھی

**انتقال**۔ اللہ تعالے نے اُن کی وفات کو بھی کرامت عظمےٰ بنایا۔ ان کے جنازہ پر جو انوار و برکات دیکھی گئیں اُسے دیکھ بیس ہزار عیسائی یہودی۔ مجوسی داخل اسلام ہوئے تھے۔

ابو زرعہؒ سے روایت ہے۔ کہ خلیفہ متوکل کے حکم سے اُس رقبہ اراضی کی پیمائش کی گئی جس پر مجتمع ہو کر امام کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی۔ اور اُس رقبہ سے تعداد نفوس کا اندازہ کیا گیا۔ تو ۸ لاکھ ۶ ہزار کی تعداد نکلی۔ اس تعداد میں ۶۰ ہزار عورتیں تھیں۔

AsliAhleSunnet.com

ابراہیم حربی کہتے ہیں۔ میں نے امام احمدؒ کی شب انتقال کو بشر حافیؒ خواب میں دیکھے ان کی آستینوں میں کچھ بھرا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ فرمایا احمدؒ کی روح پر اللہ تعالےٰ نے جواہرات نچھاور کئے تھے۔ یہ اُن سے لوٹ کر لایا ہوں۔

ان کے فضائل کا حصر دشوار ہے۔ اور خواہ کتنی ہی تفصیل سے کام لیا جائے۔ حقیقۃً وہ بھی مختصر ہی رہے گا۔

**صاحبزادے۔** آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ جو بڑے عالم اور کامل تھے۔ ایک کا نام عبدؒ اللہ جن کی کنیت ابو عبدؒ الرحمن تھی دوسرے کا نام صالح تھا جن کی ولادت ۲۰۳ھ میں ہوئی۔ یہ اصفہان کے قاضی تھے۔ اور وہیں ۲۶۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اور عبدؒ اللہ جنہوں نے اپنے باپ کی کتاب مسند کو مرتب کیا۔ اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ بھی کیا ۷۷ برس کی عمر پاکر ۸ جمادی الاوّل ۲۹۰ھ میں انتقال فرما گئے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

## تاریخ ولادت و وفات امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

| | |
|---|---|
| امام مہبلہ احمد بن حنبلؒ | بسال فوت گفتم قلزم دین |
| ۱۶۱ھ | ۲۴۱ھ |

AsliAhleSunnet.com

# آغاز مضمون مولانا ابوالکلام آزاد

تیسری صدی کے اوائل میں جب فتنۂ اعتزال و تعمق فی الدین اور بدعتِ مضلۂ تکلم بالفلسفہ وانحراف از اعتصام بالسنۃ نے سر اٹھایا اور صرف ایک ہی نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعنی مامون۔ معتصم، اور واثق باللہ کی شمشیرِ استبداد و قہرِ حکومت نے اس فتنہ کا ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ بقول علی بن المدینی فتنۂ ارتداد و منعِ زکوٰۃ بعہد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کے بعد یہ دوسرا فتنۂ عظیم تھا۔ جو اسلام کو پیش آیا۔ تو کیا اس وقت علما کے امت اور ائمۂ شریعت سے عالمِ اسلام خالی ہو گیا تھا! غور تو کرو۔ کیسے کیسے سلاطینِ علم و فن اور اکابرِ فضل و کمال اُس عہد میں موجود تھے؟ خود بغداد علماءِ اہل سنت و حدیث کا مرکز تھا۔ مگر سب دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے اور عزیمتِ دعوۃ، و کمال مرتبہ وراثتِ نبوۃ، و قیام حق و ہدایت فی الارض و الامۃ کا وہ جو ایک مخصوص مقام تھا۔ صرف ایک ہی قائم لامر اللہ کے حصّہ میں آیا۔ یعنی سید المجددین، و امام المصلحین، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے اپنے رنگ میں سب صاحبِ مراتب و مقامات تھے۔ لیکن اس مرتبہ میں تو اور کسی کا ساجھا نہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ قیام سنۃ و دینِ خالص کا قیامت تک کے لئے فیصلہ ہونے والا تھا۔ اور مامون و معتصم کے جبر و قہر و بشر مریسی اور قاضی ابن ابی داؤد جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلط و حکومت

AsliAhleSunnet.com

نے علماء حق کے لئے صرف دو ہی راستے باز رکھے تھے۔ یا اصحابِ بدعۃ کے آگے سر جھکا دیں۔ اور مسئلہ خلق قرآن پر ایمان لاکر ہمیشہ کے لئے اس کی تطہیر قائم کر دیں۔ کہ شریعت میں صرف اتنا ہی نہیں ہے۔ جو رسول بتلا گیا بلکہ اُس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا اور کیا جا سکتا ہے، اور فلسفہ اُس کا مالک وحاکم ہے۔ یفعل ما یشاء و یختار اور یا پھر قید خانے میں رہنا ہر روز کوڑوں سے پیٹا جانا۔ اور ایسے تہ خانوں میں بند ہو جانا "لا یرون فیہ الشمس ابدا" کو قبول کر لیں۔ بہتوں کے قدم تو ابتداء ہی میں لڑکھڑا گئے۔ بعضوں نے ابتداء میں استقامت دکھائی۔ لیکن پھر ضعف و رخصت کے گوشے میں پناہ گیر ہو گئے۔ عبد اللہ بن عمر القواریری اور حسن بن حماد امام موصوف کے ساتھ ہی قید کئے گئے تھے۔ مگر شدائد و محن کی تاب نہ لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے۔ بعضوں نے روپوشی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچالے جائیں۔ کوئی اس وقت کہتا تھا۔

"لیس ھذا زمان الحدیث" انما ھذا زمان بکاء و تضرع و دعاء کدعاء الغریق"
یعنی یہ زمانہ درس و اشاعت علوم و سنت کا نہیں ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے۔ کہ بس اللہ کے آگے تضرع و زاری کرو۔ اور ایسی دعائیں مانگو جیسی سمندر میں ڈوبتا ہوا شخص مانگے! کوئی کہتا تھا "احفظوا السانکم و عالجوا قلوبکم و خذوا ما تعرفون، و دعوا ما تنکرون"

اپنی زبانوں کی نگہبانی کرو۔ اپنے دل کے علاج میں لگ جاؤ۔ جو کچھ جانتے ہو اُسی پر عمل کئے جاؤ، اور جو بُرا ہو اُس کو چھوڑ دو! کوئی

AsliAhleSunnet.com

کہتا: "هذا زمان السکوت وملازمة البیوت" یہ زمانہ خاموشی کا زمانہ ہے۔ اور اپنے اپنے دروازوں کو بند کر کے بیٹھ رہنے کا۔[لہ] جبکہ تمام اصحاب کار وطریق کا یہ حال ہو رہا تھا۔

---

لہ یہ باتیں بھی اپنے مقام و رنگ میں ٹھیک تھیں۔ اور ہرگز ہرگز موجب قدح نہیں۔ ارباب رخصت کے لئے اسی میں امن و سلامتی ہے۔ یہ مقام بھی ان لوگوں پر بدرجہا فوقیت و فضیلت رکھتا ہے۔ جو خود اپنے اعتقاد و عمل کی بھی محافظت نہ کر سکے۔ اور ہر حال میں اصلاح نفس مقدم، لیکن اربابِ عزیمت کا مقام دوسرا ہے۔ اصحاب رخصت کی نہایت ان کے لئے بدایت کا حکم رکھتی ہے۔ اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے معاملات سب کے لئے نہیں ہو سکتے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

غفلت امر العوام

اور یہ جو ترمذی (یا ابوداؤد) میں ہے کہ ابو امیہ شعبانی نے ابوثعلبہ سے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کی نسبت پوچھا تو انہوں نے آنحضرتؐ سے روایت کی: "ایتمروا بالمعروف وتنهوا عن المنکر حتی رایتم شحا مطاعا وهوی متبعا ودنیا موثرة واعجاب کل ذی رای برایة فعلیك بنفسك ودع" تو اول تو علیك بنفسك کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ بجز اپنے نفس کی اصلاح کے اور کسی کی ہدایت و اصلاح سے مطلب ہی نہ رکھو۔ اور لوگوں کو گمراہی میں مبتلا ہونے دو۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو کتاب و سنت کے دو ثلث احکام و وصایا بالکل بیکار ہو جائیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب فتنہ و فساد کا دور آئے اور غالب جماعت مبتلائے منکرات و معاصی ہو۔ اور ہر شخص اپنی رائے پر

AsliAhleSunnet.com

اور دین الخالص کا بقاء و قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلبگار تھا۔ تو غور کرو۔ کہ صرف امام موصوف ہی تھے۔ جن کو فاتح و سلطان عہد ہونے کا شرف

(بقیہ نوٹ صفحہ) مغرور اور دین کی طرف سے بالکل بے پرواہو جائے۔ تو اس وقت سب کو گڑھوں میں گرتے دیکھ کر خود بھی نہ کود پڑنا۔ بلکہ گرنے والوں کو گرنے دو۔ خود اپنی راہ حق پر قائم و ثابت قدم رہو۔ اُن کا معاملہ اُن کے لئے اور تمہارا معاملہ تمہارے لئے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ثانیاً اگر "دع عنك امر العوام" کا یہ مطلب مان بھی لیا جائے۔ کہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ جب بھی یہ وہی عامہ ناس کے لئے رخصت کا پہلو ہوگا۔ اور عزیمت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی میں ہوگی۔ چنانچہ اسی روایت میں اُس کے بعد فرمایا۔ "فان من ورائکم ایاما الصبر فیھن کالقبض علی الجمر۔ للعامل فیھن مثل اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملکم۔"

یعنی یہ جو کہا کہ اُس وقت اپنے وجود کو بچانا اور عوام کو اُن کے حال پر چھوڑ دینا، تو اس لئے کہا کہ ظلم و مصائب کے بڑے سخت دن آنے والے ہیں۔ اُس وقت حق کی راہ میں صبر کرنا ایسا سخت ہوگا۔ جیسے انگاری کو ہاتھ میں لینا۔ سو جو شخص ایسے دنوں میں بھی عمل حق سے باز نہ آیا۔ اُس کے لئے تم جیسے پچاس آدمیوں کے اعمال کا ثواب ہوگا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ چونکہ شر و فتن میں اُن لوگوں کیلئے بڑے ہی سخت مصائب و محن ہونگے جو حق کے اعلان و دعوت کی راہ میں قدم رکھیں گے۔ اور ان کو برداشت کرنا ہر شخص کا کام نہیں اس لئے عامہ ناس کے لئے یہ حکم دیا کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجاؤ۔ دوسروں کے پیچھے نہ پڑو کہ اس میں

AsliAhleSunnet.com

حاصل ہُوا۔ اُنہوں نے نہ تو دعاۃ فتن وبدعت کے آگے سر جھکایا۔ نہ رُوپوشی وخاموشی وکنارہ کشی اختیار کی۔ اور نہ صرف بند حجروں کے اندر

(بقیہ نوٹ صفحہ) بڑی ہی آزمائشیں اور سختیاں ہیں۔ پھر اگر کوئی مردِ ہمت ان آزمائشوں میں پورا اُترے تو فرمایا کہ اُس کے اجر وثواب کا کیا پوچھنا! اس کا ایک عمل وصبر پچاس اصحابِ صبر کے مقابلے میں رکھا جائیگا۔ کہ کام جتنا سخت ہو اُسی کے مطابق مزدوری بھی ملنی چاہیئے۔ پس آجکل کے علماءِ حیل وبندگانِ نفس نے جو ترک امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے اس حدیث کو اور علیکم انفسکم کو حیلہ بنا رکھا ہے۔ اور جب کبھی ان کو علماء کے فرائض یاد دلائے جاتے ہیں۔ تو فوراً کہہ دیتے ہیں۔ علیکم انفسکم اور "علیک بنفسک ودع عنک امر العوام" تو یہ صریح قرآن وسنت کی تحریف ہے۔ اگر علیکم انفسکم کا یہی مطلب ہو تو اس تفسیر کی نسبت کیا کہو گے۔ جس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا؟ یہاں ایک اور دقیق نکتہ بھی ملحوظ رہے۔ اس حدیث اور اس قسم کی اکثر احادیث میں ایسے فتنوں کی خبر دی گئی ہے جن میں سب سے بڑا فتنہ خلافت راشدہ کا انقراض اور امراءِ ظلم وجور کا قیام ہے جو حق وعدل کو پامال کر دیں گے۔ اور سچائی کے اعلان کو جبراً وقہراً روکیں گے۔ تو ایسے وقتوں کے لئے اگر عامہ ناس کو یہ حکم دیا جاتا کہ ہر شخص امر بالمعروف کے لئے اُٹھ کھڑا ہو تو اسکا یہ نتیجہ نکلتا۔ کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت پیدا ہو جاتی۔ ہر طرف طوائف الملوکی اور انارکی پھیل جاتی۔ حکومتیں قائم نہ رہتیں۔ بلادِ اسلامیہ کا کوئی محافظ نہ رہتا۔ جمعہ وجماعت کا کوئی انتظام نہ کرتا۔ پس ایسے دقتوں کے لئے عامۂ ناس کو یہی وصیت کی گئی۔ کہ

AsliAhleSunnet.com

کی دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کر لی۔ بلکہ دین خالص کے قیام کی راہ میں اپنے نفس و وجود کو قربان کر دیئے اور تمام خلف اُمۃ کے

---

(بقیہ نوٹ صـ ۱۲) بروں کی برائی کو ان کے لئے چھوڑ دو اور اپنا دامن بچاتے رہو۔ اگر تمہارے مسلمان حاکم ظالم و جابر ہوں بھی جب بھی اُن سے سرکشی و بغاوت نہ کرو۔ تا آنکہ کوئی داعی حق کھڑا ہو اور دعوتِ عامہ کا باب مسدود کھل جائے۔ اُس وقت عوام کا بھی فرض ہوگا کہ اسکا ساتھ دیں۔ اور نظامِ حق و عدل کو قائم کر دیں یہی وجہ ہے۔ کہ اوائل بنو امیہ ہی میں تمام صحابہ کرام اس پر متفق ہو گئے۔ کہ عامۂ امت کو سلاطین امویہ کی اطاعت کرنی چاہیئے زکوٰۃ انہی کو دینی چاہیئے۔ جمعہ انہی کے پیچھے پڑھنا چاہیئے۔ حفظِ ملت و بلاد کی راہ میں نکلیں تو اُن کے علم کے نیچے جمع ہو جانا چاہیئے۔ تا آنکہ کوئی قائم حق کھڑا ہو۔

حامیانِ بنو امیہ اطاعت امیر کی احادیث کثرت کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ تاکہ لوگ اُن کے قبضہ سے نکل نہ جائیں۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو ابن العاص لوگوں کو سُنا رہے تھے:۔ من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یدہ فلیعطہ ما استطاع۔ عبدالرحمٰن بن عبدالرب کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس پر سوال کیا۔ "ان ابن عمک معاویۃ یامرنا ان ناکل اموالنا بیننا بالباطل ونقتل انفسنا واللہ یقول لَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ یعنی یہ جو تم آنحضرت علیہ السلام سے روایت کرتے ہو کہ "جس امام کو بیعت کا ہاتھ دیا پس چاہیئے کہ اُسکی اطاعت کیجائے" تو تمہارے چچیرے بھائی معاویہؓ ہم کو حکم دیتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کا مال ناحق کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں۔ حالانکہ خدا کا حکم یہ ہے کہ ایسا نہ کرو۔ اب بتلاؤ

AsliAhleSunnet.com

لئے ثبات واستقامت علی السنتہ کی راہ کھول دینے کیلئے بحکم فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کو قید کیا گیا۔ قید خانہ میں چلے گئے۔ چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں پہن لیں۔ اسی عالم میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی کی مدد کے خود ہی اونٹ پر سوار ہوں۔ اور خود ہی اونٹ سے اُتریں۔ اس کو بھی قبول کر لیا۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے۔ اُٹھتے تھے۔ اور گر پڑتے تھے۔ عین رمضان المبارک کے عشرہِ اخیر میں جس کی طاعت اللہ کو تمام دنوں کی طاعات سے زیادہ محبوب ہے بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے۔ اور اُس پیٹھ پر جو علوم و معارفِ نبوۃ کی حامل تھی۔ لگاتار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ہر جلّاد دو ضربیں پوری قوت سے لگا کر پیچھے ہٹ جاتا۔ اور پھر نیا تازہ دم جلاد اُس کی جگہ لیتا۔ اسکو بھی خوشی خوشی برداشت کر لیا۔ مگر اللہ کے عشق سے منہ نہ موڑا۔ اور راہِ سنت سے منحرف نہ ہوئے۔ تازیانے کی ہر ضرب پر بھی جو صدا زبان سے نکلتی تھی۔ وہ نہ تو جزع فزع کی تھی اور نہ شور و فغاں کی۔ بلکہ وہی تھی جس کیلئے یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ یعنی القرآن کلام اللہ غیر مخلوق اللہ اللہ۔ یہ کیسی مقام دعوتِ کبریٰ کی خسروی و سلطانی تھی۔ اور وراثت و نیابت نبوت کی ہیبت و سطوت کہ خود المعتصم باللہ جسکی ہیبت و رعب سے قیصر روم لرزاں و ترساں

(بقیہ نوٹ صـ۱۳) ہم کیا کریں؟ امیر کی اطاعت کریں یا خدا کی۔ عبد اللہ کچھ دیر چپ رہے پھر کہا۔ اطعہ فی اطاعۃ اللہ واعصہ فی معصیۃ اللہ۔ نیک بات میں اُس کے حکم کی اطاعت کر اور خدا کی نافرمانی میں اُس کا حکم نہ مان۔ غالباً یہ مسلم میں ہے۔

AsliAhleSunnet.com

رہتا تھا۔ سر پر کھڑا تھا۔ جلادوں کا مجمع چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا "یا احمد! واللہ انی علیک لشفیق، وانی لاشفق علیک کشفقتی علیٰ ھارون ابنی، وواللہ لئن اجبتنی لاطلقن عنک بیدی۔ ما تقول؟ یعنی واللہ میں تم پر اس سے بھی زیادہ شفقت رکھتا ہوں جس قدر اپنے بیٹے کے لئے شفیق ہوں۔ اگر تم خلق قرآن کا اقرار کر لو تو قسم خدا کی ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں۔ لیکن اُس پیکرِ حق، اُس مجسمۂ سُنّت اس مؤید بالروح القدس، اس صابرِ اعظم کما صبروا والعزم من الرسل کی زبان صدق سے صرف یہی جواب نکلتا تھا۔ اعطونی شیئاً من کتاب اللہ او سنۃ رسولہ حتی اقول بہ" اللہ کی کتاب میں سے کچھ دکھلا دو یا اُس کے رسول کا کوئی قول پیش کر دو تو میں اقرار کر لوں۔ اس کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اگر اس چراغِ تجدید و مصباحِ عزیمت دعوت کی روشنی مشکوٰۃ نبوۃ سے مستنیر نہ تھی تو پھر یہ کیا تھا کہ جب معتصم ہر طرح عاجز آکر قاضی ابن ابو دؤاد وغیرہ علماءِ بدعت و اعتزال سے کہتا "ناظروہ وکلموہ" اور وہ کتاب و سنت کے میدان میں عاجز آکر اپنے اوہام و ظنونِ باطلہ کو باسم عقل و رائے پیش کرنے کہ سرتاسر یونانیت ملعونہ سے ماخوذ تھے۔ تو وہ اُس کے جواب میں بے ساختہ بول اُٹھتے "ما ادری ما ھذا!"

AsliAhleSunnet.com

میں نہیں جانتا یہ کیا بلا ہے" اعطونی شیئاً من کتاب اللہ او من سنۃ رسولہ حتی اقول" اس کائنات ہستی میں میرے سر کو جھکانے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول کی سنت اس کے سوا نہ میرے لئے کوئی دلیل ہے نہ علم۔

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

امام موصوف کو جب قید کر کے طرطوس روانہ کیا گیا۔ تو ابو بکر لاحول نے پوچھا۔ "ان عرضت علیک السیف تجیب" اگر تلوار کے نیچے کھڑے کر دیئے گئے۔ تو کیا اُس وقت مان لو گے؟ کہا نہیں۔ ابراہیم بن مصعب کوتوال کہتا ہے کہ میں نے کسی انسان کو بادشاہوں کے آگے احمد بن حنبلؒ سے بڑھ کر بے رُعب نہ پایا۔ یومئذ ما نحن فی عینیہ الا کامثال الذباب ہم عمالِ حکومت اُن کی نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ اور یہ بالکل حق ہے۔ جن لوگوں کی نظروں میں جلالِ الٰہی سمایا ہو۔ وہ مٹی کی اُن پتلیوں کو جنھوں نے لوہا تیز کر کے کاندھے پر ڈال رکھا ہے۔ یا بہت سا چاندی سونا اپنے جسم پر لپیٹ لیا ہے۔ کیا چیز سمجھتے ہیں؟ اُن کو تو خود اقلیم عشق الٰہی کی سرداری و شاہی اور شہرستان صدق و صفا کا تاج و تخت حاصل ہے۔

مبیں حقیر گدایانِ عشق را، کیں قوم

شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

AsliAhleSunnet.com

ابو العباس الرقی سے حافظ ابن جوزی روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رقہ میں امام موصوف قید تھے، تو علماء کی ایک جماعت گئی۔ اور اس قسم کی روایات منقول سُنانے لگی۔ جن سے بخوفِ جان تقیہ کر لینے کی رخصت نکلتی ہے امام موصوف نے سب سُن کر جواب دیا۔ کیف تصنعون بحدیث خباب؟ ان من کان قبلکم کان ینشر احدھم بالمنشار ثم لا یصدہ ذلک عن دینہ۔ قالوا فیئسنا منہ"

یعنی یہ تو سب کچھ ہوا۔ بھلا اُس حدیث کی نسبت کیا کہتے ہو۔ کہ جب صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مظالم و شدائد کی شکایت کی، فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں۔ جن کے سروں پہ آرہ چلایا جاتا تھا۔ اور جسم لکڑی کی طرح چیر ڈالے جاتے تھے۔ مگر یہ آزمائش بھی ان کو حق سے نہیں پھرا سکتی تھیں [۱]۔ ابو العباس کہتے ہیں کہ جب ہم نے یہ بات

---

[۱]۔ اصل حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے یہ ہیں۔ یا قریب قریب اس کے "شکونا الی رسول اللہ صلعم وھو متوسد بردۃ لہ فی ظل الکعبۃ، قلنا الا تدعوا اللہ لنا؟ قال: کان الرجل فی من قبلکم یحفر لہ فی الارض فیجعل فیہ فیجاء بالمنشار فیوضع علیٰ راسہ فیشق، وما یصدہ ذلک عن دینہ ویمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم و عصب وما یصدہ ذلک عن دینہ واللہ لیتمن ھذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا اللہ ولکنکم تستعجلون" یہ ہجرت سے پیشتر

53662

AsliAhleSunnet.com

سُنی تو مایوس ہو کر چلے آئے۔ کہ ان کو سمجھانا بیکار ہے۔ یہ اپنی بات سے بچھڑنے والے نہیں" یہ جو میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ عزیمت دعوت

(بقیہ نوٹ ص۱۷) کا واقعہ ہے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اعداء حق کے ظلم و جور کی حد ہو گئی۔ آپ ہمارے لئے دعا نہیں کرتے؟ فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں کہ ظالموں نے ان کو گڑھوں میں کھڑا کر کے آرہ سے چیر دیا۔ مگر اس پر بھی انہوں نے حق سے مُنہ نہ موڑا۔ اور ایسا ہوا کہ حق پرستوں کی کھالوں پر لوہے کی کنگھیاں پھرائی گئیں جو گوشت کو ہڈی اور پٹھے سے جدا کر دیتی تھیں۔ لیکن اس کو بھی انہوں نے سہہ لیا اور حق سے منہ نہ موڑا۔ خدا کی قسم! دعوتِ حق کا جو کام شروع ہوا ہے۔ وہ پورا ہو کر رہیگا۔ یہانتک کہ وہ وقت قریب ہے۔ جب یمن سے حضر موت تک ایک سوار چلا جائیگا۔ اور بجز اللہ کے اور کسی کا خوف اُس کے دل میں نہ ہوگا (یعنی راہ میں ہر جگہ صرف مسلمان ہی ہونگے کوئی غیر نہ ہوگا۔ جو حملہ کرے یا لوٹے)" یہ ہونے والا ہے مگر تم جلد بازی کرتے ہو"

امام بخاری باب علامات النبوت میں ایک دوسری حدیث عدی بن حاتم کی بھی لائے ہیں۔ "لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة ولتفتحن کنوز کسرے" یعنی آپ نے فرمایا۔ عدیؓ اگر تم جیتے رہے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت تن تنہا سفر کر کے آئیگی۔ اور کعبہ کا طواف کریگی اور اس تمام سفر میں اللہ کے سوا کوئی چیز اسکے لئے موجبِ خوف نہ ہوگی۔ اور قریب ہے کہ مسلمانوں کیلئے کسریٰ کے خزانے کھولدیئے جائیں۔ عدی کہتے ہیں کہ میں زندہ رہا اور دونوں باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں وکنت...

وہ زمانہ کیا ہوا جب مرے گریہ میں اثر تھا ÷ یہی چشم خونفشاں تھی یہی دل یہی جگر تھا +

AsliAhleSunnet.com

تو یہ ہے عزیمتِ دعوت" اور یہ ہے وراثت و نیابت مقام فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل کی اور یہ ہے۔ خاصہ مرتبہ عظیمہ من یجد لہا دینہا" کا، اور یہ ہے اُن ایام فتن کا صبر اعظم و اکبر جن کی نسبت ترمذی کی روایت میں فرمایا" الصبر فیھن کالقبض علی الجمر" تو یہی وہ لوگ ہیں جو اگر چاہیں تو گوشہ رخصت و بیچارگی میں امن و عافیت کے پھول چُن سکتے ہیں۔ لیکن وہ پھولوں کو چھوڑ کر دہکتے ہوئے انگارے پکڑ لیتے ہیں۔ اور اسی لئے اُن کا اجر و ثواب بھی "مثل اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملکم" کا حکم رکھتا ہے۔ مانا کہ ضعیفوں اور درماندوں کیلئے رخصت و گلو خلاصی کی راہیں بھی باز رکھی گئی ہوں۔ لیکن اصحاب عزائم کا عالم دوسرا ہے۔ اُن کی ہمتِ عالی بھلا میدانِ عزیمت و اسبقیۃ بالخیرات کو چھوڑ کر ننگنائے رخصت و ضعف میں پناہ لینا کب گوارا کر سکتی ہے؟ جوانانِ ہمت اور مردانِ کارزار اس ننگ کو کیوں قبول کرنے لگے۔ کہ کمزوروں اور درماندوں کی لکڑی کا سہارا پکڑیں؛ جن کے لئے اس میں سلامتی ہے۔ ہوا کرے۔ مگر ان کے لئے تو ایسا کرنا ہمت کی موت ہے۔ ایمان کی پامالی ہے۔ اور عشق کی جبینِ عزت کے لئے داغ ننگ و عار سے کم نہیں۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ رخصت و عزیمت کی تفریق اور اعلیٰ و ادنیٰ کا امتیاز اصحابِ عمل کے لئے ہے۔ نہ کہ اصحابِ عشق کے لئے۔ عشق کی راہ ایک ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہے۔ عزیمت ہی عزیمت ہے۔ ضعف و بیچارگی کا تو ذکر ہی کیا؟

AsliAhleSunnet.com

وہاں رخصت کا نام لینا کم از معصیت نہیں۔ کما قال بعض المحسنین العارفین

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا ست
عاشقان را مذہب و ملت خدا است

حافظ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں۔ کہ جب معتصم باللہ نے جلادوں کو ضرب تازیانہ کا حکم دیا۔ تو وہ علماء اہل سنت بھی دربار میں موجود تھے۔ جو شدتِ محن و مصائب کی تاب نہ لا سکے۔ اور اقرار کر کے چھوٹ گئے۔ اُن میں سے بعض نے کہا: "من صنع من اصحابك فی هذا الامر ما تصنع" خود تمہارے ساتھیوں میں سے کس نے ایسی ہٹ کی جیسی تم کر رہے ہو۔ امام احمدؒ نے کہا یہ تو کوئی دلیل نہ ہوئی" اعطونی شیئًا من کتاب اللہ او سنۃ رسولہ حتی اقول بہ" عین حالتِ صوم میں کہ صرف پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھ لیا تھا؛ تو تازہ دم جلادوں نے پوری قوت سے کوڑے مارے۔ یہاں تک کہ تمام پیٹھ زخموں سے چُور ہو گئی۔ اور تمام جسم خون سے رنگیں ہو گیا۔ خود کہتے ہیں۔ کہ جب ہوش آیا تو چند آدمی پانی لائے اور کہا پی لو۔ مگر میں نے انکار کر دیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا۔ وہاں سے مجھ کو اسحاق بن ابراہیم کے مکان پر لے گئے ظہر کی نماز کا وقت آ گیا تھا۔ ابن سماعہ نے امامت کی اور میں نے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا تم نے نماز پڑھی حالانکہ خون تمہارے کپڑوں میں بہ رہا ہے۔ یعنی دم جاری وکثیر کے بعد طہارت کہاں رہی؟ میں نے جواب دیا۔ "قد صلی عمر و جرحہ یثعب دمًا" ہاں اگر میں نے وہی کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

AsliAhleSunnet.com

کیا تھا صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اور قاتل نے زخمی کیا مگر اسی حالت میں اُنہوں نے نماز پوری کی۔[1]

ابن سماعہ کے جواب میں حضرت امام نے حضرت عمر رضی اللہ کی جو نظیر پیش کی تو یہ اُن کی تشفی کے لئے بس کرتی تھی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جو خون اُس وقت امام احمد بن حنبل کے زخموں سے بہ رہا تھا۔ اگر وہ خون ناپاک تھا اور اُس کے ساتھ نماز نہیں ہو سکتی تو پوچھنا ہیں اور کونسی چیز ایسی ہے جو انسان کو پاک کر سکتی ہے۔ اور کونسا پانی ہے جو طاہر و مطہر ہو سکتا ہے؟ اگر یہ ناپاک ہے تو دنیا کی تمام پاکیاں اس ناپاکی پر قربان اور دنیا کی ساری طہارتیں اس پر سے نچھاور! یہ کیا بات ہے۔ کہ پاک سے پاک اور مقدس سے مقدس انسان کی میّت کے لئے بھی غسل ضروری ٹھیرا! "اغسلوہ بماءٍ وسدرٍ وکفنوہ فی ثوبین"[1] مگر شہیدانِ حق کے لئے یہ بات ہوئی کہ اُن کی پاکی شرمندۂ آب غسل نہیں۔ "لم یصل علیھم ولم یغسلھم"[2] بلکہ اُن کے خون میں رنگے ہوئے کپڑوں کو بھی الگ نہ کیجئے "یدفنوا فی ثیابھم ودمائھم"[3] اور اسی لباس گلگوں

[1] اخرجہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

[2] بخاری و ترمذی میں شہداء اُحد کی نسبت غالباً حضرت جابر رض کی روایت ہے۔ یہ اُس کے الفاظ ہیں۔ (اوکما قال)

[3] ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔ امر بقتلی احد ان ینزع عنھم الحدید وان یدفنوا فی ثیابھم ودمائھم" یہ یا قریب قریب اسکے الفاظ ہیں)

AsliAhleSunnet.com

و خلعت رنگین ہیں وہاں جانے دیجئے۔ جہاں ان کا انتظار کیا جا رہا ہے
اور جہاں خونِ عشق کے سُرخ دھبوں سے بڑھ کر اور کوئی نقش و نگار
عمل مقبول و محبوب نہیں۔ عند ربھم یرزقون، فرحین بما آتاھم اللّٰہ

خون شہیدان را ز آبِ اولی تر است
این گناہ از صد ثواب اولی تر است

اللّٰہ۔ اللّٰہ! یہاں طہارت جسم ولباس کا کیا سوال ہے؟ امام احمد بن حنبل رح نے اپنی تمام عمر میں اگر کوئی پاک سے پاک اور سچی سے سچی نماز پڑھی تھی۔ تو یقیناً وہ وہی ظہر کی نماز تھی۔ اُن کی تمام کی وہ نمازیں ایک طرف جو دجلہ کے پانی سے پاک کی گئی تھیں۔ اور وہ چند گھڑیوں کی عبادت ایک طرف جسکو راہ ثبات حق میں بہنے والے خون نے مقدس و مطہر کر دیا تھا۔ سبحان اللّٰہ! جسکے عشق میں چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں پہن لیں تھیں جس کی خاطر سارا جسم زخموں سے چُور اور خون سے رنگین ہو رہا تھا اُسی کے آگے جبینِ نیاز جھکی ہوئی! اُسی کے ذکر میں قلب ولسان لذت یاب تسبیح و تحمید! اُسی کے جلوۂ جمال میں چشمِ شوق وقف نظارہ دید، اور اُسی کی یاد میں روح مضطر محو و سرشار عشق و خود فراموشی!

یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

اور یہ جو امام موصوف نے افطار سے انکار کر دیا اور نماز کا وقت آیا تو یہ اوّل وقت و بہ جماعت ادا کرنے سے باز نہ آئے۔ حالانکہ جسم زخموں سے چور اور پیٹھ کا خون پاؤں تک بہ رہا تھا۔ تو اب بتلاؤ کہ وہ تمہارا رخصت والا

AsliAhleSunnet.com

معاملہ کیا ہوا ؟ کیا ایسی حالت میں رخصت نہ تھی کہ روزنا کھول دیتے اور نماز کے لئے اس قدر توقف کر جاتے کہ زخموں پر مرہم تو لگا دیا جاتا ؟ اور اگر تم اس عالم میں ہو کہ امن و فراغت اور طاقت اور فرصت کی حالت میں بھی مصائب و خطرات سے بچنے کے لئے دعوت اہل الحق کو ترک و ملتوی اور عزم و ثبات حق سے انحراف کیا جا سکتا ہے ۔ اور تمہارے نزدیک مصلحت در خصت اسی میں ہے ۔ کہ بطلان و ضلالت کے آگے سر جھکا دیا جائے ۔ تو خدا را بتلاؤ کہ یہ عالم کونسا تھا ؟ کبھی اس عالم کی بھی کوئی خبر تم تک پہنچی ہے ؟

یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست

افسوس کہ حیلہ جوئی و بہانہ سازی کا نام تمہاری بولی میں رخصت ہے اور ہمت کی موت اور ایمان کی جانکنی کو تمہاری بستی میں مصلحت بینی اور دانش مندی کے لقب سے پکارا جاتا ہے ۔ تم کو اس عالم کی کیا خبر ؟ اقلیم عزائم اور ہمت آباد عشق کے معاملات تمہارے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہیں ۔ تمہارے لئے یہی بہت ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ایمان کی بچی بچائی اور بچی کھچی پونجی بچا لے جاؤ ۔ اگرچہ اس کی اُمید نہیں ۔

تو اے گرد تو ہم ! شوکت دریا چہ میدانی

اسیر عذر لنگی ، وسعت صحرا چہ میدانی

تم کہتے ہو کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈال دینا کونسی عقلمندی اور کہاں کی حق پرستی ہے ۔ بلکہ ایک طرح کی ضلالت و جنون ! حتے

AsliAhleSunnet.com

تکون حرضا او تکون من الہالکین۔ تو تمہاری مثال ٹھیک ٹھیک لائمات مصر کی ہے۔ جو جمال عصمت یوسفی سے بے خبر امراۃ العزیز کو ملامت کیا کرتی تھیں۔ تراود فتاھا عن نفسہ قد شغفھا حبا۔ انا لنراھا فی ضلال مبین لیکن کاش ایسا ہوتا کہ پردہ اُٹھایا جا سکتا۔ کہ اخرج علیھن تو اُسوقت ملامت گراں بے درد پر اپنی ملامتوں کی حقیقت کھلتی۔ لائمات مصر نے تو صرف ہاتھ ہی کاٹ لئے تھے۔ اکبرنہ و قطعن ایدیھن وقلن حاش للہ ماھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم لیکن عجب نہیں کہ خود تمہارے ہاتھوں کی چھریاں خود تمہارے ہی گردنوں پر چل جائیں۔ اور اُس وقت دل باختگان عشق یوسفی کہتے فذالکن الذی لمتننی فیہ! ولقد احسن القائل۔

لو یسمعون کما سمعت کلامہا خروا لعزۃ سجدا ورکوعا

امام موصوف کے لڑکے عبد اللہ کہتے ہیں۔ کہ میرے والد ہمیشہ کہا کرتے۔ "رحم اللہ ابا الہیثم" غفر اللہ لابی الہیثم خدا ابی الہیثم پر رحم کرے! خدا ابو الہیثم کو بخش دے! میں نے ایک دن پوچھا۔ ابو الہیثم کون ہے؟ کہا جس دن مجھ کو سپاہی دربار میں لے گئے۔ اور کوڑے مارے گئے۔ تو جب ہم راہ سے گذر رہے تھے۔ ایک آدمی مجھ سے ملا اور کہا مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں مشہور چور اور عیار ابو الہیثم حداد ہوں۔ میرا نام شاہی دفتر میں ثبت ہے۔ بارہا چوری کرتے پکڑا گیا۔ اور بڑی بڑی سزائیں جھیلیں۔ صرف کوڑوں ہی کی مار اگر گنوں تو سب ملا کر اٹھارہ ہزار ضربیں تو میری پیٹھ پر ضرور پڑی ہونگی!

AsliAhleSunnet.com

باایں ہمہ میری استقامت کا یہ حال ہے کہ اتنک چوری سے باز نہ آیا جب کوڑے کھاکر جیل خانہ سے نکلا سیدھا چوری کی تاک میں چلا گیا۔ میری استقامت کا یہ حال شیطان کی اطاعت میں رہا ہے۔ دنیا کی خاطر۔ افسوس تم پر اگر اللہ کی محبت کی راہ میں اتنی استقامت بھی نہ دکھلا سکو۔ اور دین حق کی خاطر چند کوڑوں کی ضرب نہ برداشت کرو۔ میں نے جب یہ سنا تو اپنے جی میں کہا اگر حق کی خاطر اتنا بھی نہ کر سکے جتنا دنیا کی خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رہا ہے۔ تو ہماری بندگی پر ہزار حیف اور ہماری خدا پرستی سے بت پرستی لاکھ درجہ بہتر!

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز

اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

حافظ ابن جوزیؒ نے محمد بن اسماعیلؒ کا قول نقل کیا ہے۔ "ضرب احمد بن حنبل ثمانین سوطا لوضربتها فیلا لهرته"! احمد بن حنبلؒ کو اسّی کوڑے ایسے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کے بھی مارے جاتے تو چیخ اٹھتا۔ مگر اس کوہ عزم وہمت نے اُف تک نہ کی جب تک ہوش رہا ہر ضرب پر یہی تو وہی جملہ زبان سے نکلتا رہا جس کیلئے یہ سب کچھ ہو رہا تھا "القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" اور یا یہ آیہ کریمہ: لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا

روئے کشادہ باید وپیشانی فراخ

آنجا کہ لطمہ ہائے ید اللہ میزنند

یہ ہے مقام ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا اور یہ ہے وراثت ونیابت حقیقی و کامل فاستقم کما امرت اور انک باعیننا

AsliAhleSunnet.com

اور فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا اور یہ ہیں مجسم و ممثل معنی کریمۂ اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدہم بروح منہ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ، الا ان حزب اللہ ہم المفلحون کے اور یہ ہے وہ معاملہ کہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان! جب بندگان حق کو شیاطین و ابالیس کا وہ مکر و خدع بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتا کہ:

لتزول منہ الجبال۔ تو ظاہر ہے کہ چمڑے کے کوڑے اور لوہے کی دھار اُن کی استقامت پر کب غالب آنے والی ہے؟ یہ تو اُس کے مقابلے میں محض ایک ابتدائی اور آزمائشی منزل ہے!

کریں گے کوہکن کے جذب دل کا امتحان آخر
ابھی اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے

فی الحقیقت حضرت امام موصوف کی نسبت محمدی اور کمال مرتبہ تاسی باسوۂ نبوت کی یہی وہ شان اور جلالت ہے جس نے اُن کو تمام ائمہ و مجددین اُمت کی صفوف مراتب و کمال سے بلند کرکے ایک دوسرے ہی مقام پر پہنچا دیا ہے حتیٰ کہ تمام ائمہ اسلام میں یہ فضل مخصوص صرف اُنہی کے حصے میں آیا کہ ان کی محبت و پیروی اہل حق و سنت ہونے کی دلیل ٹھیری اور اُن سے انحراف بدعتی ہونے کی سب سے بڑی پہچان! اللہ تعالیٰ نے اُن کو فنافی السنت ہونے کا وہ مرتبہ عطا فرمایا۔ کہ کمال استغراق و تفانی کی وجہ سے خود اُن کی ذات گرامی ہی یکسر سُنت و اتباع سنت کا پیکر و مجسمہ بن گئی بحدیکہ

نتواں تن را وجان را بہم امتیاز کردن

AsliAhleSunnet.com

ﻟﮧ جو اس امام کے قدم بقدم چلا اُس نے سُنت کو پایا اور جس نے اُنکی راہ چھوڑ دی اُس نے سُنتِ رسولؐ و منہجِ اصحابِ رسولؐ سے انحراف کیا یہ کیا تھا کہ بڑے بڑے ائمہ عصر کو اعتراف کرنا پڑا۔ اذا رأیت الرجل یحب احمد بن حنبل، فاعلم انہ صاحب السنۃ اگر کسی کو دیکھو کہ امام احمدؒ سے محبت رکھتا ہے۔ تو بس جان لو کہ صاحبِ سنت ہے ؎ خطیب نے تاریخ میں ہمدانی کا قول نقل کیا ہے "یعرف بہ المسلم من الزندیق" اسی کسوٹی سے مسلم کو زندیق سے پرکھا جائیگا۔ دورقی نے کہا۔ من سمعتموہ یذکر احمد بن حنبل بسوء فاتھموہ علی الاسلام"۔

انا من اھوی ومن اھوی انا — نحن روحان حللنا بدنا

فاذا ابصرتنی ابصرتہ — واذا ابصرتہ ابصرتنا

ویقرب من ھذا ما قیل بالفارسیۃ

جذبۂ وصل تو بجدیست میانِ من و تو

کہ رقیب آمد و پرسید نشانِ من و تو

امام موصوف کے متعلق اسی حقیقت کو مزاحم الخاقانی نے ایک قطعہ میں نظم کیا تھا

لقد صار فی الآفاق احمد محنۃ — وامر الوریٰ فیھا فلیس بمشکل

تریٰ ذا الھویٰ جھلا لاحمد مبغضاً — وتعرف ذا التقویٰ یحب ابن حنبل

---

ﻟﮧ اس سے یہ مغالطہ نہ لگے کہ یہ بھی کسی خاص مذہب کے بانی مبانی ہیں بلکہ اپنی تقلید سے منع کرتے تھے۔ اور دوسروں کی تقلید سے بھی باز رکھتے تھے۔ اور قرآن و حدیث کی دعوت دیتے تھے۔ حقیقت میں یہی قرآن حدیث کی سچی تابعداری ہے اور یہی نشانی اہلسنت الجماعۃ کی طرۂ امتیاز رہی جیسا کہ عقد الجید میں ہے۔ لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ ۱۳ (کاتب)

AsliAhleSunnet.com

اور یہ بالکل اُنی ہے۔ آج بھی دیکھ لو۔ ارباب بدعت کو کبھی امام موصوف کا مسلک خوش نہ آئیگا۔ اُنکی محبت سے اُن کا دل بالکل کورا ہوگا۔ بلکہ کہیں گے کہ اُن کا طریقہ تو تاویل ورائے کی عقلمندی سے خالی اور محض ظاہر پرستی اور بے دانشی وبے علمی کا مجموعہ ہے۔ حتیٰ کہ الرحمٰن علی العرش استویٰ اور ید وعلو ونزول کے دقیق وفلسفیانہ معانی بھی اُن کو معلوم نہ تھے۔ اور تجسم وجہت کے اعتقاد میں مبتلا! برخلاف اس کے عصابۂ صالحہ کتاب وسُنّت وطائفہ حقہ ما انا علیہ واصحابی کہ جمیع طرق ومذاہب بدعیہ سے یکسو ودامن کشاں ہیں اگرچہ ان تعض باصل الشجرۃ کی نوبت آجائے[۱]۔ اور مبتدعین وارباب ہوا کے تمام شیوہ ہائے تیرہ درویش ہائے نافہ جام سے بکلی پناہ ڈھونڈھتے ہیں۔

---

[۱] یہ وصیت کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حذیفہؓ اعلم الصحابہ بالفتن کو کہ فاعتزل تلك الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتیٰ یدرکك الموت" یعنی جب مسلمان کی ایک جماعت اور ایک سبیل نہ رہے اور بہت سے مذہبوں اور طریقوں میں بٹ جائیں تو طالب حق کو چاہیئے۔ کہ ان سارے بناوٹی مذہبوں اور جماعتوں سے الگ ہو جائے۔ اور صرف مسلم ومومن رہے۔ اگر ایسا کرنے میں غربت وبے کسی کی وجہ سے درختوں کی جڑ چبا کر جینا پڑے۔ تو اسکو بھی گوارا کر لے مگر الگ مذہب بنانے والوں کا ساتھ نہ دے۔ پوری روایت صحیحین میں ہے۔

ان السلامۃ عن سلمیٰ وحادیھا ان لا تمر علی حال بوادیھا

من حام حول الحمی یوشك ان یقع فیہ +

AsliAhleSunnet.com

اگرچہ اس کی وجہ سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے نزدیک مبغوض و مردود ہو جائیں تو اُن کا حال یہ ہے کہ اس امام اہل سُنت کی محبت و پیروی کو اپنے ایمان کی زینت اور اپنے عقاید کی خوب روئی و زیبائی سمجھتے ہیں اور اُن کے مسلک سنت و حکمت [1] اور طریق محمدیہ خالص بے مزج بدعت

---

[1] یہاں "حکمت" کا لفظ دیکھ کر آج کل کے عقلاء ملت و مجتہدین علم کلام جدید چونکینگے کہ ظاہر پرستان حدیث و سُنت کے مسلک کو حکمت سے کیا علاقہ؟ ان لوگوں کے نزدیک ظنون و شکوک کا نام حکمت ہے۔ جبکہ "فلسفہ" کے لفظ سے تعبیر کی جائے اور وہم پرستی و الحاد خفی کا نام طریق حکیمانہ ہے۔ جبکہ تطبیق عقل و نقل کے لقب سے اُس کی نمائش کی جائے۔ یہ موقع اُس کی تفصیل کا نہیں ہے۔ اگر تفسیر البیان کی اشاعت کی نوبت آئی۔ تو اس میں تفصیل ملے گی۔ یہاں صرف اس قدر اشارہ بس کرتا ہے۔ کہ قرآن حکیم کی اصطلاح میں لفظ "حکمت" سے مقصود سُنت و اُسوۂ اعمال انبیاء کرام ہے۔ لا غیر۔ یہی معنی اللہ کے رسول نے "حکمت" مستعملۂ قرآن کے بتلائے ہیں۔ وہ معنی نہیں ہیں جو معتزلۂ قدیم اور ان کے خوشہ چینوں نے (مثلاً امام رازی رحمۃ اللہ علیہ) یا اُن کے چھوٹے بھائیوں نے (یعنی اکثر اشاعرہ رحمہم اللہ نے) سمجھے اور وہ معنی جس کو آج تک کے معتزلۂ جدید باسم دین الفطرۃ اور ان کے چھوٹے بھائی باسم مسلک حکمائے اسلام و حکمت کلامی بیان کرتے ہیں۔ بل قالوا مثل ما قال الاولون یہی وجہ ہے کہ ہر نبی کو ایک ساتھ دو چیزیں دی گئیں۔ "کتاب" اور "حکمت" واتیناھم الکتب والحکمۃ کتاب وحی متلو ہے اور حکمت اس نبی کی

AsliAhleSunnet.com

قیاس ورائے آپ عشق و شغف سے اپنے قلب و روح کو ہمیشہ معمور و آباد رکھتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علی القائل وھو ابن اعین (کما نقل خطیب فی التاریخ)

---

(بقیہ نوٹ صد ۲۹) منہاج عمل و سنت ویعلمھم الکتب والحکمۃ یہی حکمت وہ خیر کثیر ہے کہ من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور یہی وہ چیز ہے جس کی نسبت مقدام کی روایت میں زور دے کر تین بار فرمایا "الا" انی اوتیت الکتب ومثلہ معہ ومثلہ معہ" ہے۔ یعنی کتاب اللہ اور مثل اس کے سنۃ و اسوہ حسنہ رسول اللہ

ایں دو شمع اند کہ از یک دیگر افروختہ اند

اور یہی وجہ ہے کہ جس طرح کتاب اللہ کی اشاعت و تبلیغ ضروری ہوئی اسی طرح اسکی بھی کہ فلیبلغ الشاھد الغائب" تاکہ ایسا نہ ہو کہ یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیھا من حلال فاحلوہ۔ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ"۔ لیکن افسوس کہ ایسا ہی ہوا کہا گیا الزیادۃ علی الکتاب نسخ، اور نسخ ہو نہیں سکتا۔ جبتک خبر متواتر نہ ہو۔ اور خبر متواتر بشروط کالمعدوم۔ پس ماوجدتم فیہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ پچھلے وقتوں کی بات ہے۔ جبکہ معاملہ اس سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ مگر اب ترک حکمت و سنت کا جو حال ہو رہا ہے۔ وہ اس سے اشد اثم ہے۔ واللہ ناصر دینہ ورافع اعلام سنۃ رسولہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

اور یہ جو کہا کہ معتزلہ جدید اور ان کے چھوٹے بھائی۔ تو ان لوگوں کا کچھ عجیب حال ہے ان کو دیکھکر بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے۔ کہ اللہ نباش اول پر رحم کرے! معتزلہ قدیم علم و عمل دونوں اعتبار سے بدرجہا ان سے بہتر تھے۔ اور پھر اپنی ایک راہ رکھتے تھے۔ گر نہ پڑھتے نماز کبھی نہ آدمی اچھا ہے کچھ تو یہ عجائب المخلوقات تو کسی مرض کی دوا نہیں اور عملی زندگی سے یک قلم کورے ولھم اعمال من دون ذلک ھم لھا عاملون۔

AsliAhleSunnet.com

اذیقول:

اضحی ابن حنبل محنۃ مامونۃ ۔۔۔ وبحب احمد یعرف المشنث

فاذا رأیت لاحمد منتقصًا ۔۔۔ فاعلم بان ستورہ ستھتک

امام موصوف کا یہی وہ مقام ہے جس کی طرف بشر حافی نے اشارہ کیا تھا۔ "قام احمد مقام الانبیاء" اور کہا کہ امام احمدؒ کی استقامت وثبات کی آزمائشیں لگاتار چار بادشاہوں نے کیں۔ بعضہم بالضراء و بعضہم بالسراء" ماموں، معتصم اور واثق نے ضرب وحبس سے آزمائش کی۔ اور متوکل نے تعظیم وتکریم اور عطاو بخشش دیا ہے۔ لیکن "فکان فیہا معتصمًا باللہ عز وجل" انکی استقامت وعشق حق پر نہ تو خوف دنیا غالب آیا اور نہ طمع دنیا، دونوں کسوٹیوں پران کا سونا یکساں طور پر کھرا نکلا۔ "والبلاء للولاء کاللہب للذہب"

بندگان تو کہ در عشق خداوندانند

دو جہاں را بہ تمنائے تو بفروختہ اند

ماموں اور معتصم اور الواثق نے جو کچھ کیا وہ معلوم ہے۔ جعفر المتوکل کا یہ حال ہے۔ کہ اسکی خلافت بدعۃ وارباب بدعۃ کے زوال وخسران اور سنت و اصحاب حدیث کے امن وعروج کا اعلان عام تھی۔ حافظ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ متوکل باللہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا کہ کسیطرح پچھلے مظالم کی تلافی کرے۔ ایکبار اُس نے بیس ہزار سکے بھیجے اور دربار میں بلایا۔ ایکبار ایک لاکھ درہم بھیجا اور سخت اصرار کیا کہ اسکو قبول کر لیجئے لیکن ہر مرتبہ امام موصوف نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں اپنے مکان میں اپنے ہاتھ سے اسقدر کاشتکاری کر لیتا ہوں جو میری ضروریات کیلئے کافی ہے۔ اس بوجھ کو

AsliAhleSunnet.com

Central Library

اُٹھا کر کیا کرونگا؟ کہا گیا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیجئے وہ قبول کر لیں فرمایا وہ اپنی مرضی کا مختار ہے۔ لیکن جب عبداللہؒ سے کہا گیا تو انہوں نے بھی واپس کر دیا آخر مجبور ہو کر لانے والوں نے کہا اگر خود نہیں رکھنا چاہتے تو امیر المومنین کا حکم ہے قبول کر لیجئے اور فقراء و مساکین کو بانٹ دیجئے۔ فرمایا میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا مجمع رہتا ہے فقیروں ہی کو دینا ہے تو وہیں دیدیا جائے۔ اس ہنگامہ کی یہاں کیا ضرورت ہے؟ ایکدفعہ اسحاق بن ابراہیم کے سخت اصرار سے دس ہزار درہم لے لئے تو اُسیوقت مہاجرین اور انصار کی اولاد میں تقسیم کر دیئے

عدیل ہمت ساقی ست فطرت عرفی — کہ حاتم و گراں و گدائے خویشتن ست

اُنکے لڑکے راوی ہیں کہ جب خلیفہ متوکل انکی تعظیم و تکریم میں حد درجہ غلو کرنے لگا تو انہوں نے کہا ھذا امر اشد من ذاک۔ ذاک فتنۃ الدین وھذا فتنۃ الدنیا یہ معاملہ تو گذشتہ معاملہ سے بھی کہیں زیادہ میرے لئے سخت ہے وہ دین کے بارہ میں فتنہ تھا اور یہ فتنہ دنیا ہے۔ یعنی مصائب و محن کی آزمائش کہیں زیادہ پُرامن ہے بمقابلہ آزمائش تعلیم دنیا و دعوت طمع و ترغیب کے اور یہ بالکل حق ہے۔ کتنے ہی شہسواران ثبات و استقامت ہیں جو پہلے میدان آزمائش سے تو صحیح و سلامت نکل گئے مگر دوسری راہ سامنے آئی تو اول قدم ہی میں ٹھوکر لگی۔ حالانکہ مرد کامل وہ ہے جس پر یدعون ربھم خوفا و طمعا کا مقام ایسا طاری ہو جائے کہ دنیا کا خوف اور دنیا کا طمع دونوں قسم کے حربے اسکے لئے بالکل بیکار ہو جائیں

فھم القوم الذین لا یشقی جلیسھم ولا یستوحش انیسھم قد نالوا مطالبھم برفع انفسھم الی خالقھم لا یحتاجون فی حوائجھم الا الیہ ولا یعولون فی مقاصدھم الا علیہ

لہ حافظ ابن جوزی اور خطیب نے لکھا ہے کہ امام موصوف کا ذریعہ معاش یہ تھا۔ کہ اپنے مکان کی زمین میں تھوڑی سی کشت کاری کر لیتے اور اسی کے حاصل پر قانع رہتے زراعت کی زکوٰۃ سال بسال ادا کرتے تھے

AsliAhleSunnet.com